آخری گولی (آٹھویں قسط)

"میری کیا پوزیشن ہے اور کیا نہیں ہے اس کا تمہیں ابھی پوری طرح سے اندازہ نہیں ہے۔ جانتے ہو کرنل اشر میرے ہاتھ میں اس وقت کون سی فوٹوگرافس ہیں؟ نہیں خیر تمہیں کیسے پتہ ہوگا جب تک میں تمہیں بتاؤں گا نہیں۔ لیکن تمہیں ایک بات ضرور بتادوں کہ ان فوگرافس کو دیکھ کر ڈیوڈ کی حالت پتلی ضرور ہوگئی ہے، میں نے اس کی آنکھوں میں چھپا ہوا اضطراب دیکھ لیا ہے۔ اس چیز سے تمہیں خود ہی اندازہ ہوجانا چاہے کہ میرے ہاتھوں میں وہ چیز ہے جو تمہیں بل سے نکالنے پر مجبور کردے گی۔ خیر اب تمہیں میں اتنا انتظار نہیں کرواتا اب سسپنس ختم کردیتا ہوں۔ میرے پاس ان افراد کی فوٹوگرافس ہیں جنہیں تم دیکھ کر سر کے بل دوڑتے ہوئے میرے پیر دھونے کے لئے آئو گے۔ وہ لوگ اپنے حلیئے سے عربی لگتے ہیں اور اپنے جذبوں سے تو لگتا ہے کہ وہ کسی خاص مشن پر روانا ہونے والے ہیں۔۔۔۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ آئندہ آنے والے دنوں میں کیا گُل کھلانے والے ہیں۔۔۔۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تم یہ ہرگز نہیں چاہو گے کہ تمہارا یہ پول میڈیا کھول دے اور ایک ایسا راز افشاں ہوجائے کہ جس پر امریکہ آئندہ آنے والے دنوں میں پوری دنیا کو سرکس بنانے والا ہے اور تم اس کے سب سے بڑے مداری ہوگے مسٹر اشر۔۔۔۔" میجر ڈریگن نے اب جاکر اپنا اصل ترپ کا پتہ پھینکا تھا جو واقعی نشانے پر لگنے والا تھا۔ کیونکہ یہ فوٹوز ان ہائی جیکرز کی تھیں جو نائن الیون کے روز امریکا کی سب سے بڑی ایئر لائنز ہائی جیک کرنے والے تھے۔ جو بدقسمتی سے کرنل اشر نے آخری دفعہ مجھے دی تھیں اور کہا تھا کہ میں ان سے جاکر ملوں اور ان کے ارادوں پختہ کروں اور مشن کی کامیابی کے بارے میں بریف کروں۔ میں اس کے بعد اپنی کوٹھی واپس چلا گیا تھا اور واپسی پر وہی ڈریس دوبارہ پہن کر کھانا کھانے ہوٹل گیا جس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں یہ فوٹوگرافس رکھی ہوئی تھیں۔ مگر اب یہ میجر ڈرگن کے ہاتھ لگ گئی تھیں۔۔۔ یہ فوٹوگرفس ٹاپ سیکرٹ تھیں جن کی بیک پر ان تمام ہائی جیکرز کے مکمل کوائف درج تھے۔ یہ فوٹوگرافس اتنی قیمتی تھیں کہ وقت سے پہلے ان کے لیک ہونے سے ساری گیم چوپٹ ہونے کا خطرہ تھا۔ ابھی میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ دوسری طرف کرنل کی تشویش بھی آواز آئی۔ یہ اس کے لئے زندگی موت کا درجہ رکھتی تھیں۔ یہ اس کی بلیک ڈائمنڈ ایجنسی کا ماسٹر پلان تھا اور پہلی بار وہ اس پلان پر خود عمل درآمد

کروار رہا تھا۔ اس سے قبل وہ بڑے بڑے پلان امریکہ کے خفیہ اداروں کو تھنک ٹینکس کی حیثیت سے بنا کر دیا کرتا تھا۔ اگر وہ اس میں ناکام ہو جاتا تو اس کی زندگی تمام محنت پر پانی پھر جاتا۔ وہ عزت جو اس نے تنکا تنکا جوڑ کر زائنسٹ آرگنائزیشن میں بنائی تھی ان کے لیک ہونے کی وجہ سے اس کا شیرازہ بکھر جانا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ کیا میں ایسا ہونے دیتا؟ لیکن اگر ایسا ہو جاتا تو اس کے کیا نتائج نکل سکتے تھے؟ لازمی امر تھا کہ یہ فوٹو گرافس کا اسکنڈل امریکی کانگریس میں جاتا اور پھر وہاں سے ہمارا زبردست میڈیا ٹرائل شروع ہو جاتا۔ جو پوری بلیک ڈائمنڈ ایجنسی سمیت میرے بھی کورٹ مارشل پر جا کر ختم ہو سکتا تھا۔ اس لئے مجھے کوئی بھی کام کرنے سے قبل خوب سوچ سمجھ کر قدم بڑھانا تھا۔۔۔ خیر یہ بعد کی بات تھی میں اب واپس مستقبل سے حال میں آ گیا۔

"اوہو۔۔۔ تو وہ فوٹو گرافس تم تک پہنچ گئیں، یقیناً یہ ڈیوڈ کی غلطی سے ہوا ہوگا۔ مگر وہ ایسی غلطی اس سے پہلے دفعہ ہوئی ہے ایسے وہ کرتا تو نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ اتنا غیر ذمہ دار ہے۔ لیکن ہماری فیلڈ میں کبھی کبھی یہ بھی ہو جاتا ہو تا ہے۔۔ اوکے اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ میں اب تم سے ڈیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بولو کیا ڈیمانڈ ہے اگر میں کر سکا تو پھر بتاؤں گا تمہیں۔۔۔" کرنل اشر نے فوراً ہی حامی بھر لی ویسے اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ کرتا بھی تو آخر کیا؟ اس کی اپنی گردن پھنسی ہوئی تھی۔ مگر وہ ایسا سانپ تھا جو آخری دم تک کچھ نہ کچھ چکر دینے کا سوچتا ہی رہتا تھا۔ اس کا اس طرح یوں اچانک سرینڈر کرنا بھی ایک بہت گہری چال ہو سکتی تھی۔ جس کا پہلے کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا تھا لیکن جب وہ چال وقوع پذیر ہوتی تھی تو تب جا کر لوگوں کو احساس ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے۔ اگر کرنل اشر ایک شاطر سانپ تھا تو میجر ڈریگن بھی اس سے کسی لحاظ سے کم نہیں تھا دونوں ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے۔ دنوں بلا کے ذہن چالاک اور انتہائی شاطر تھے ذرا بھی پتہ نہیں چلنے دیتے تھے کہ ان کی کھوپڑیوں میں کیا چل رہا ہے۔ میجر ڈریگن تو اپنے دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے مکمل طور پر احمق بھی بن جاتا تھا اور اپنے احمق پن کی آڑ میں چھپ کر وار کرتا تھا تو دوسری جانب کرنل اشر ایک چالاک یہودی تھا اور جب بھی بازی ہاتھ میں نہیں ہوتی تھی تو وہ ایک ہارے ہوئے جواری کا رول بخوبی نبھا لیتا تھا۔ بظاہر وہ اپنے کمزور ہونے کا ہی تاثر دیتا تھا اور پھر وقت آنے پر پوری بازی پلٹ دیتا تھا۔ میں اس پورے ڈرامے کا اچھی طرح سے جائزہ لے رہا تھا۔ تاکہ آنے والے وقت کو اپنے حق میں موڑ سکوں۔۔

"آہاں۔۔۔۔۔ تو اب آئے ہو ناں کرنل تم لائن پر، اب تم خود سوچو کہ میری کیا پوزیشن اور کیا حیثیت ہے۔ اب اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ گدھے پر بیٹھ کر میرے پاس آؤ تو تم وہ بھی کرو گے۔ پتہ نہیں کیوں تم اب تک مجھے ہلکا لے رہے تھے۔ اب تو تم خود سر کے بل چل کر اپنے بیٹے ڈیوڈ کے پاس آؤ گے۔۔۔ اوہ میں بھول گیا ڈیوڈ نہیں تم تو ان فوٹو گرافس کے لئے آؤ گے۔ تم نے اپنا بیٹا تو کب کا میرے حوالے کر دیا۔ بقول تمہارے میں اب اس کے ساتھ کچھ بھی کرنے کا مجاز ہوں۔ لو میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں ڈیوڈ تو اب تمہارے لئے ناکارہ ہو گیا ناں۔ کیوں ناں اسے اب استعمال کر کے ڈسٹ بن میں پھینک دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا خیر یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی اور ڈیوڈ کی قسمت کا فیصلہ بھی بعد میں ہو جائے گا۔ پہلے اصل مدعے کی طرف آتے ہیں۔ مجھے وہ مائیکرو فلم چاہیے جو آج سے چند سال قبل تم نے ایک مشن کے دوران حاصل کی تھی۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

تم نے اس فلم کی کاپی کی ہو گی یا نہیں بالکل وہی تاثر تمہارا میرے بارے میں ہو گا، اگر نہیں ہے تو قائم کر لو اور میں جانتا ہوں کہ تمہیں تمہارا ماسٹر پلان نافذ کرنے میں زیادہ دن نہیں لگنے۔ اس لئے تم نہیں چاہو گے کہ درمیان میں کوئی بھی گڑبڑ ہو جائے، جیسا کہ اب ہو گئی ہے تو اسے جلد از جلد نپٹانا چاہو گے اور تمہاری اس مجبوری سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ لہذا مزید وقت برباد کئے بغیر تم جلد از جلد ہماری میٹنگ کی کوئی جگہ طے کروا اگر نہیں کرو گے تو تمہارا ویسے بھی بڑا نقصان ہو گا اور تمہارا یہ قابل ترین ایجنٹ بے موت مارا جائے گا۔ تم نے جو اس پر اب تک لاکھوں کروڑوں ڈالرز خرچ کئے ہیں وہ ضائع ہو جائیں گے۔ اب فیصلہ کا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے جو چاہو کر لو چاہو تو وقت اور جگہ طے کر لو، اگر چاہو تو یہ مہلت گنوا دو۔ نقصان تمہارا ہی ہو گا۔۔۔ ہاں ایک بات تم پر میں واضح کر دوں کہ یہ پرائیویٹ نمبر ہے اور لہروں کے ذریعے اس کے سگنلز آتے ہیں۔ سو تم لاکھ سر پٹخ لو تم اسے ٹریس نہیں کر سکو گے۔ مزید یہ کہ یہ لہریں جن کی مدد سے یہ فون کام کر رہا اس کا تمام کمانڈ اینڈ کنٹرول روس کے ہاتھ میں ہے اور امریکہ کو اس تک پہنچنے میں بڑا وقت صرف ہو گا۔ ممکن ہے کئی نسلیں لگ جائیں۔۔۔"

اس بار لگ رہا تھا کہ میجر ڈریگن کا ہاتھ کرنل اشر کے اوپر ہے اور واقعی اس نے اپنی نفسیاتی برتری ثابت کر دی تھی۔ اس لئے اس کا لہجہ بھی خاصہ پر اعتماد تھا اور اسے یہ یقین تھا کہ وہ جو کہہ رہا تھا اس پر عمل کرے گا اور اس کی زبان سے ادا ہونے والے ہر لفظ پر اس کی گرفت نہایت مضبوط تھی۔ کرنل کو اب کچھ اور ہی تدبیر سوچنی تھی تاکہ وہ اس کی نفسیاتی برتری سے باہر آ سکے۔

"ٹھیک ہے اب روس میں تو میٹنگ ہونے سے رہی اور نہ تم امریکہ میں میرے مہمان بننا پسند کرو گے تو اس کے لئے ہمیں کسی نیوٹرل مقام کا انتخاب کرنا ہو گا۔ لیکن اگر تم میرے مہمان بنتے تو میں تمہاری خوب خاطر مدارت کرتا، اب کوئی ایسی جگہ کا انتخاب تم کر لو جہاں تم سمجھتے ہو کے ہمارے معاملات احسن طریقے سے حل ہو سکیں گے۔ البتہ جہاں تک فلم کا تعلق ہے تمہاری تمام ترقیاس آرئیوں کے باوجود میں اب تمہیں وہ لوٹانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں نے اس کی کاپی نہیں بنائی ہو گی تو میں بھی تم سے یہی امید رکھتا ہوں کہ تم میری فوٹو گرافس کی کوئی کاپی تیار نہیں کرو گے۔۔۔ امید پر دنیا قائم ہے اور آزمائش شرط ہے دنوں ایک دوسرے کو آزما لیتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ کون سب سے اچھی ڈیل کر سکتا ہے۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے تمہاری یہ بات نہایت معقول ہے، میرا بھی یہی خیال تھا کہ کوئی نیوٹرل مقام ہونا چاہیے۔ اگر خدمت تم کر سکتے ہو تو میں بھی تمہاری ٹھیک ٹھاک کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ تم نے میری میزبانی قبول ہی نہیں کرنی تو صلاح کرنا بھی نہیں بنتا۔ مقام لازماً وہ نیوٹرل ہو گا جس پر ہمارے دونوں ملکوں کی حکومتوں کو اعتراض نہ ہو۔ پھر اس کسوٹی پر اسرائیل بھی پورا نہیں اتر سکتا اگرچہ ہماری حکومت کے تعلقات اسرائیل سے ہر دور میں سرد گرم رہے ہیں اور اسرائیل کی سالگرہ کے دن بہت سے یہودی روس سے ہجرت کر کے بھی گئے اور اب بھی آتے جاتے رہتے ہیں ہمارے یہاں ان پر اب کوئی قدغن نہیں ہے۔ بہت سے یہودیوں کے ہمارے ملک میں بھی اچھے خاصے کاروبار ہیں مگر میں جان بوجھ کر اسرائیل کا انتخاب نہیں کرونگا کیونکہ وہ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔ سو یہ آپشن تو اب خارج ہی سمجھو اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی عرب ممالک ہیں ان سے بھی ہمارے تعلقات

http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ کا ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

خطے کی سیاست کو دیکھتے ہوئے بدلتے رہتے ہیں۔ وہاں بھی اکثر خزاں ہی رہتی ہے، ہم امریکہ کو نیچا دیکھانے کے لئے لگے رہتے ہیں تو امریکہ ہمیں ، سو مڈل ایسٹ پے بھی تم انکار ہی سمجھو۔ اگر ایشیاء کا کوئی ملک ہو جائے تو تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہو گی؟"

-"ایشیا میں چین ہے یا تو پاکستان اور بھارت، پاکستان پر تو تم ہر گز بھروسہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم لوگ ان پر کرتے ہیں۔ ہم بظاہر ان کے دوست ہیں مگر یہ ہمیشہ ہمیں ڈبل کراس کر جاتے ہیں خاص طور پر ان کی سیکرٹ سروس سے تو ہم دور ہی رہتے ہیں۔ اب دیکھا جائے تو تمہارے سفارتی تعلقات بھی پاکستان سے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سو پاکستان تو کسی بھی صورت میں بھی ہم دونوں کے لئے قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔ اب بھارت کو دیکھ لو تو بے شک ہمارے تعلقات اس سے اچھے رہے ہیں اور وہ کہنے کو ہمارا دوست ملک ہے مگر ماضی گواہ ہے کہ ان کا ہمیشہ جھکاؤ تمہاری طرف زیادہ ہوتا ہے۔ سو میٹنگ بھارت میں ہونا ہماری حکومت کو بالکل قبول نہیں ہو گی۔ اب پاکستان اور بھارت تو دونوں ہی غیر موضوں ہو گئے۔ میرے خیال میں اگر چین یا جاپان میں سے کسی ایک ملک کا انتخاب کر لو تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ لیکن میرے خیال میں لوکیشن ابھی صیغہ راز میں رکھی جائے تو زیادہ مناسب ہے ہم اس سے پہلے اگر میٹنگ کا ایجنڈا طے کر لیں تو ہم دونوں کے لئے اچھا رہے گا۔۔۔"

"میٹنگ کا ایجنڈا بالکل واضح ہے اس میں زیادہ بحث کے لئے ابھی کچھ باقی نہیں رہا۔ مجھے مائیکرو فلم چاہے اور تمہیں فوٹو گرافس دوسرا اگر تمہیں اپنا لاڈلہ، چہیتا اور واحد ڈائمنڈ ڈیوڈ چاہیے تو اس کے لیے میری ایک خاص شرط ہو گی۔"

"بولو کیا چاہتے ہو؟ کون سی شرط ہے تمہاری؟"

"مجھے وہ فلم تو مل ہی جائے گی اب مجھے اس کی اتنی فکر نہیں مگر تمہارا گریٹ گیم اب میرے علم میں آچکا ہے اور وہ شاید اس فلم سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ کیا ہے ناں کہ میری عادت ہے کبھی کبھی میری زبان خام خواہ غلط وقت پر کھل جاتی ہے۔ اس کو تالا لگانے کے لئے خاص محنت کرنی پڑتی ہے۔۔۔ تمہاری گریٹ گیم کا میں اب سن تو چکا ہوں لیکن مجھے خاموش کرانے کے لئے اس میں سے حصہ ملنا چاہیے۔ حصہ اور وہ بھی جائز حصہ اس کے بعد ڈیوڈ تمہارا ہوا۔۔۔ اس حصے کے بغیر تمہاری دال گلتی مجھے نہیں نظر آرہی۔ بولو کیا کہتے ہو اس بارے میں؟"

"بہت معقول بات ہے، میں تم سے متفق ہوں میرا بھی یہی خیال ہے کہ تمہیں بھی تگڑا حصہ ملنا چاہے اور میں نہیں چاہوں گا کہ تم بار بار میرے اس کھیل میں ٹانگ اڑائو۔۔۔ بولو کیا چاہیے تمہیں۔

"ڈیوڈ کا سر۔۔۔۔۔"

"دیکھو اب تم بلاوجہ پٹری سے اتر رہے ہو اور میری مصالحت پسندی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ جب میں تمہارے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہا ہوں تو تمہیں اس کا تھوڑا سا پاس ضرور رکھنا چاہیے۔ تمہاری یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے اس کے علاوہ تم کیا چاہتے ہو وہ بتائو۔ مگر یاد رکھنا کے بات جائز ہو۔۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"گیارہ ستمبر کے بعد شروع ہونے والی گیم میں روس کے لئے حصہ ۔۔۔"

"کیسا حصہ ؟۔۔۔"

"تمہارے ماسٹر پلان کے مکمل دستاویزات ۔۔۔۔"

"یہ ناممکن ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تو پھر میری وہی ضد ہے کہ مجھے ڈیوڈ کا سر چاہیے ۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے جب ہم ملیں گے تو تمہیں ان دستاویزات کی کاپی مل جائے گی۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جب تک ہماری ملاقات ایک نیوٹرل مقام پر نہیں ہو جاتی اس وقت تک تم ڈیوڈ کو نہ صرف زندہ رکھو گے بلکہ اسے ایک خراش بھی نہیں آنی چاہیے ۔۔۔ ورنہ ملاقات کینسل ۔۔"

"مجھے منظور ہے اب ذرا مقام بھی طے ہو جائے ؟"

"میرے خیال میں جاپان کا دارالحکومت ٹوکیو زیادہ مناسب رہے گا ۔۔۔۔"

"اور دن کون سا مناسب رہے گا ؟ ۔۔۔"

"میرے خیال میں پرسوں دن بارہ بجے ۔۔۔۔"

"ڈَن ۔۔۔ اور وہاں پر کس جگہ ملنا ہے یہ میں تمہیں بتاؤں گا"

"ڈَن اور تم ڈیوڈ کو کب میرے حوالے کرو گے ؟ ۔۔"

"یقیناً دستاویزات ملنے کے بعد ۔۔۔۔۔۔۔۔"

میجر ڈریگن کا یہ کہنا ہی تھا کہ دوسرے طرف سے لائن کٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر گویا ہوا

"سن لیا تم نے ؟ سارے معاملات تمہارے سامنے ہی طے ہوئے ہیں۔ اب یہاں سے نکلنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ تم اب صرف دو دن کے مہمان ہو۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جو دستاویزات کرنل اشر مجھے دکھائے گا وہ جعلی ہونگی اس لئے کہ اس کو تم سے رتی برابر بھی کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ صرف اپنے فوٹو گرافس لینا چاہتا ہے اور بس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب تمہارے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تم میرا گروپ جوائن کر لو تمہیں کرنل اشر سے زیادہ عزت، دولت، بنگلا، گاڑی اور جو عیاشی تم کہو گے وہ تمہیں ملے گی۔ ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم اس وقت روس میں ہو۔ یہ وہ جگہ ہے جو ابھی تک دنیا کے نقشے پر ظاہر نہیں ہوئی۔ اگر تم نے تھوڑی سی بھی مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو تمہارے موت کے پروانے پر دو دن قبل ہی دستخط ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی چالاکی اور عیاری سے باز رہنا اس تھوڑے کہے کو بہت سمجھو یہی تمہاری لاسٹ وارننگ

http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

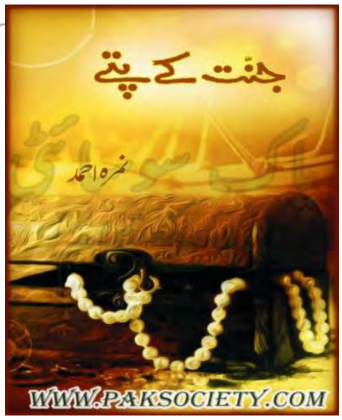

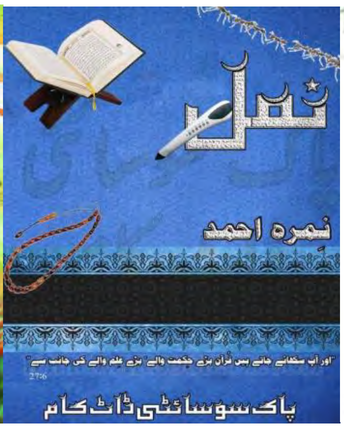

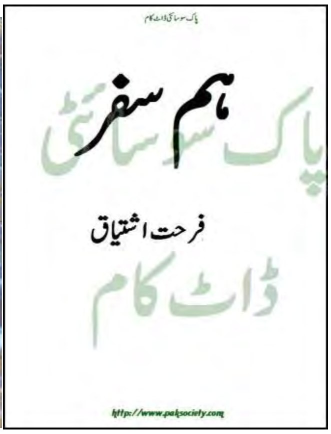

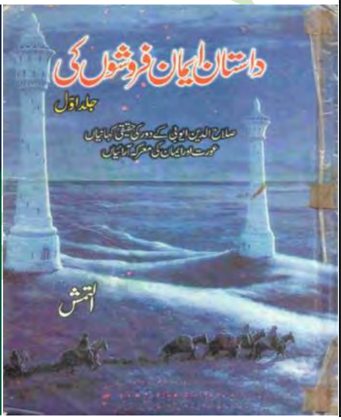

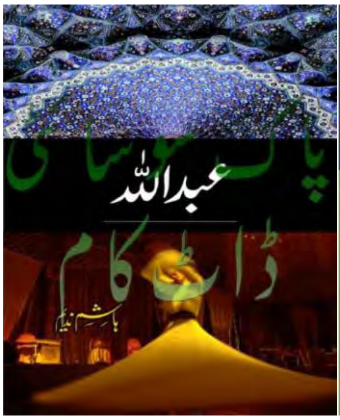

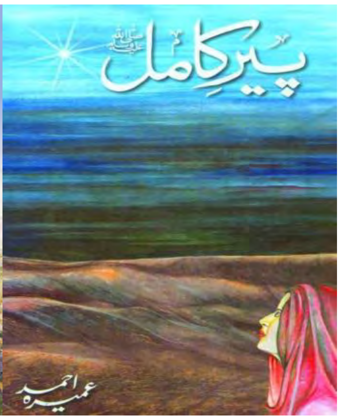

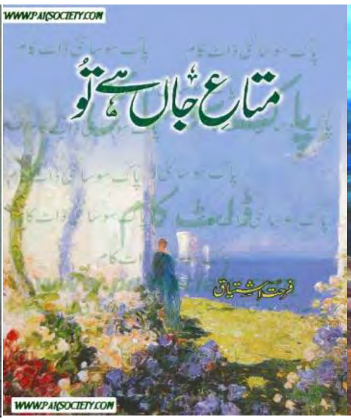

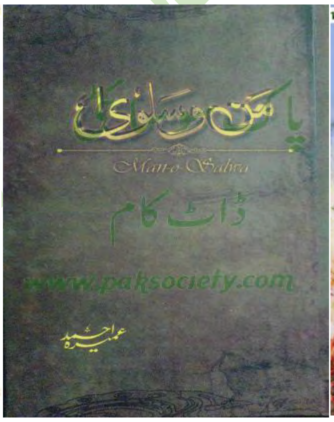

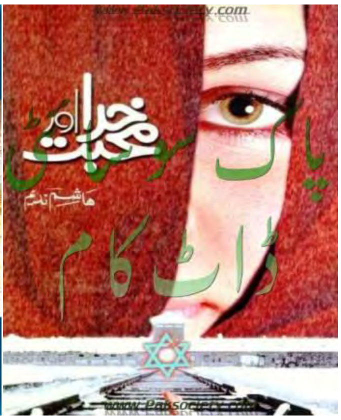

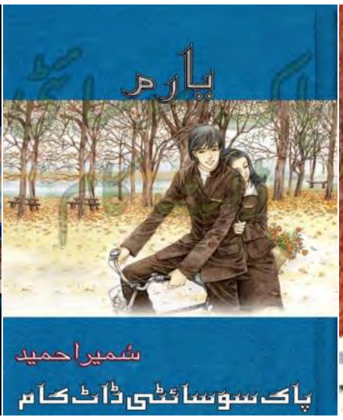

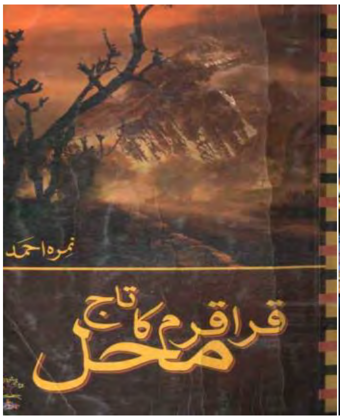

ہے۔۔۔ گڈبائے۔۔۔" یہ کہتے ہی وہ اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے کمرے سے نکلتے ہی اس کے ساتھ کھڑے ہوئے شخص نے اپنی کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک سرنج اور ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں ایک بے رنگ محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے وہ محلول سرنج میں بھرا اور اس سے قبل کے میں کچھ سمجھتا اس نے نہایت بے دردی وہ میری گردن کی بیک سائیڈ پر جڑ دیا۔ سوئی کے اندر گھستے ہی میرے جسم میں عجیب سی درد کی ایک لہر دوڑ گئی، یہ حال کچھ دیر تک رہا اور پھر میں دنیا و مافیا سے ایک بار پھر بے گانا ہوتا چلا گیا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اب ڈیوڈ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اس نے بھی میری طرح گھڑی دیکھی اور پھر مسکراتے ہوئے اپنی دائیں آنکھ دبا دی۔ گھڑی کے کانٹے تیزی سے اپنی چال چلتے ہوئے میری منزل کو مجھ سے دور کرتے جا رہے تھے۔ اب جو کچھ بھی ہونا تھا وہ ان تین منٹوں میں ہونا تھا ابھی میں اسی خیال میں ہی تھا کہ اس نے عقاب کی طرح اپنے بازو پھیلا کر مجھ پر حملہ کر دیا کہ میں اچانک سائیڈ پر ہوا اور پھر ہلکی سے جھکائی دے کر میں نے اس کی کمر پر اپنی کہنی رسید کی تو وہ اڑتا ہوا پوری شدت کے ساتھ زمین پر گرا اور پھر اسی قوت سے ہوا اچھل کر کھڑا ہونا ہی چاہتا تھا میں اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر میں نے مضبوطی سے اس کی گردن اپنے ہاتھوں میں دبوچ لی۔ وہ کچھ دیر اپنے بچائو کے لئے اِدھر اُدھر ہاتھ مارتا رہا پھر اس نے اپنا ہاتھ پشت پے لے جا کر میری گردن کو الٹے ہاتھ سے دبوچ کر پوری شدت سے مجھے اپنے اوپر سے اچھال کر زمین پر پٹخ دیا۔ میں زمین پر گرتے ہی اپنی کمر کی پرواہ کئے بغیر اپنی دونوں ٹانگیں کھڑی کر کے ایک بار پھر سے اس کی گردن کو آکٹوپس کی مانند مضبوطی سے جکڑ لیا۔

میں نے ٹانگوں کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کو بھی اس کی گردن کے سختی سے لپیٹ لیا تھا۔ وہ میرے دائو میں بری طرح سے پھنس کر مچل رہا تھا۔ اب بظاہر اس کے نکلنے کی کوئی صورت باقی نہیں تھی، میں رفتہ رفتہ اپنی گرفت اس کی سختی کو مزید بڑھاتا جا رہا تھا۔ اب ایک بات تو طے تھی کہ میں اسے یہاں سے قتل کئے بغیر نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں اگر کوئی دوسری صورت تھی تو مجھے ابھی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ ابھی لڑائی کی اس پوزیشن کو کچھ ہی دیر گزری تھی کہ آن کی آن میں ڈیوڈ کی رگھوں میں بلا کی پھرتی آئی اور اس نے پوری قوت کے ساتھ مجھے فضا میں اٹھا لیا، اس دوران اس کے منہ سے ایک بھرپور چیخ بھی نکل رہی تھی اور پھر اتنی ہی شدت سے اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ فرش پر گرتے ہی میری گرفت اس پر سے ڈھیلی ہو گئی اور وہ آزاد ہو گیا۔ یہ سارا عمل مشکل سے چند سیکنڈ ہی چلا ہو گا کہ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ دنیا کا مانا ہوا فائٹر تھا اور ایک عام سے پاکستانی فائٹر کے سامنے اپنے آپ کو یوں ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس کا پورا چہرہ لال ہو گیا، خود سے مجھ سے آزاد ہوتے ہی وہ بپھر گیا۔ دوسرے ہی لمحے اپنے آپ کو تولتے ہوئے ایک بار پھر سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب ہم دونوں ایک بار پھر سے آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک اور جست لگائی اور ہوا میں اٹھ کر ایک بھرپور فلائنگ کِک لگائی تو میں نے اس کا وار اپنے دونوں ہاتھوں سے روکا اور اس کے ساتھ ہی اتفاق سے اس کی دونوں ٹانگیں میرے ہاتھوں میں پھنس

http://paksociety.com

گئیں۔ میں نے چند سیکنڈ میں اس کے وزن کو ہوا میں تولا اور پھر اسے پوری شدت کے ساتھ سائیڈ دیواریں دے مارا۔ اس کا جسم اڑتا ہوا پوری رفتار کے ساتھ دیوار سے ٹکرایا اور پھر زمین پر گرا ہی تھا کہ میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ میں نے اسے ایک بار پھر سے تولا اور اس کے بعد اسے دوبارہ اٹھا کر ہوا میں بلند کر کے زمین پر پٹخ دیا۔ اس بار وہ نیچے گرتے ہی پھر سے چیخا مگر اپنے درد پر قابو پاتے ہوئے اس نے لیٹے ہی لیٹے میرے پیٹ میں اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر پوری قوت سے ماریں۔ مجھے ایک شدید جھٹکا لگا اور میں اچھل کر اڑتا ہوا اس دیوار سے ٹکرایا جس سے ڈیوڈ اندر داخل ہوا تھا۔

اس سے قبل کے ہمارے درمیان مزید لڑائی ہوتی اتفاق سے مارا ہاتھ دیوار کے ابھار پر لگا اور ایک دم سے گڑ گڑاہٹ کی آواز آئی اور ایک بار پھر زمین درمیان سے جدا ہوئی اس کے بعد میرے پیچھے والی دیوار بھی پھٹی اور میں گھوم کر دوسری چلا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میرے پیچھے دیوار دوبارہ برابر ہوگئی، جبکہ میں اس دوران زمین پر ہی پڑا ہوا تھا کہ دوسری طرف کا منظر دیکھ کر مجھے ایک فوری فیصلہ کرنا تھا کیونکہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ میرے سامنے ہی عابد ڈان اپنی ریوالور تھامے کھڑا ہوا تھا، اس کی انگلی عین ٹریگر پر تھی اور اس کا رخ یقیناً میری طرف ہی تھا۔

بس پھر کیا تھا؟ چند لمحوں کی بات تھی اس نے مجھے دیکھا اور میں نے اسے دیکھا اور پھر میں شاہین کی طرح اچھلا اور اس پر اڑتے ہوئے چھلانگ لگا دی۔ ابھی میں ہوا میں ہی تھا کہ اس نے ٹریگر دبا دیا میں فوراً ہوا میں لٹو کی طرح گھوما اور پھر اڑتا ہوا عین اس کے سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ فائر ہوا مگر گولی خطا ہو گئی تھی۔ میں نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں نے اس کی گردن پوری شدت کے ساتھ موڑ دی۔ کڑک کڑک کی آواز کے ساتھ ہی عابد ڈان کی گردن ہمیشہ کے لئے مڑ گئی اس کی زبان اس کے دانتوں میں آ کر پھنس گئی اور پھر اس کی جسم ڈھیلا ہونا شروع ہو گیا۔ پھر میں نے اسے زمین پر پھینکا تو وہ بری طرح سے پھڑک رہا تھا۔

اس کے فارغ ہوتے ہی میں نے ادھر ادھر دیکھا تو اوپر زینے جا رہے تھے اور یہ حصہ بھی تہہ خانے کا ہی حصہ تھا۔ سب سے پہلے میں نے جھک کر عابد ڈان کی جیب چیک کی تو اس میں سے مجھے کوئی ریموٹ کنٹرول نہ ملا۔

میں نے اس کی پوری تلاشی لی جب مجھے اس کے کپڑوں میں سے بھی میرے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو میں دوڑتا ہوا زینے چڑھ کر اوپر پہنچا تو مجھے سامنے ہی ڈاکٹر عباس ایک ہال نما کمرے میں نظر آئے وہ اسی طرح سے ایک کرسی پر ٹائم بم کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ گھڑی کی ٹک ٹک میرے کانوں میں بری طرح سے رس گھول رہی تھی۔ میں نے چند ساعتوں میں ہی سارا منظر دیکھ لیا۔ ڈاکٹر صاحب اب بھی مطمئن تھے ان کے چہرے پر ذرا برابر کوئی پریشانی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ ان کے اعتماد کو دیکھ کر مجھے بھی دلی راحت کا احساس ہوا۔ ان کی شخصیت بھی بہت پُر وقار اور رعب دار تھی، اپنی ظاہری حالت سے وہ دوسرے کو کافی متاثر کرتے تھے۔ ہال کسی قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا البتہ اس کے وسط میں کرسی پر ڈاکٹر عباس بیٹھے ہوئے تھے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

میں نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا تو ڈیڑھ منٹ سے بھی کم وقت رہ گیا تھا۔ اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے میں اس کے بعد دوڑتا ہوا ڈاکٹر عباس کے پاس پہنچا اور ان کے جسم پر لگے ہوئے ٹائم بم کو اچھی طرح سے دیکھنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اشارہ کیا اور مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

"بیٹا میرے دائیں جانب جو دیوار پر تم پردے لگے ہوئے دیکھ رہے ہو اس کے پیچھے اس عمارت کا مکمل کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم ہے تم ایسا کرو کہ وہاں چلے جاؤ۔۔۔ وہیں پر تمہیں ریموٹ کنٹرول بھی مل جائے گا ذرا اس پر دیکھو کیا تمہیں کوئی مدد ملتی ہے یا نہیں۔" یہ کہتے ہی وہ خاموش ہوئے جبکہ اس دوران ٹائم بم والی گھڑی تیزی سے دوڑ رہی تھی اب اس میں صرف ایک منٹ باقی رہ گیا تھا۔ میں دوڑ کر وہاں پہنچا اور پردے ہٹا کر دیکھے تو واقعی وہاں بہت سے بٹن لگے ہوئے تھے اور ایک اسکرین بھی موجود تھی، جس میں لیبارٹری کا پورا نقشہ بنا ہوا تھا۔

میں نے وہاں جا کر پورے پینل کو ایک ایک کر کے دیکھنا شروع کر دیا۔ مجھے اس پینل کو سمجھنے میں چند سیکنڈ لگ گئے۔ اس کے نظام کو سمجھتے ہوئے میں نے ایک بٹن پریس کیا تو ایک سلیٹ باہر نکل آئی اس کے اندر ریموٹ کنٹرول رکھا ہوا تھا۔ اسے کچھ دیر تک میں دیکھتا رہا اور پھر مجھے احساس ہوا کہ زبردست چوٹ ہو گئی۔ کیونکہ یہ ریموٹ کنٹرول ٹائم بم کے لئے نہیں استعمال ہونا تھا بلکہ اس کا استعمال تو تہہ خانے کے میکنزم سے متعلق تھا۔ اسے دیکھ کر میں نے اسے واپس سلیٹ میں رکھا اور دوڑ کر ڈاکٹر عباس کی کرسی کے پاس آ گیا۔

اس وقت مشکل سے دس سیکنڈ باقی تھے، وقت تیزی سے اپنی پرواز کرتا ہوا مجھے اور ڈاکٹر عباس کو ہر لمحہ موت سے قریب کرتا جا رہا تھا۔ کیا معلوم آج ہی ہم دونوں کی زندگی کی گاڑی کی شام ہو جائے۔ وہاں پر چار رنگوں والی تاریں لگی ہوئی تھیں۔ ہری، لال، سیاہ اور سفید اب ان تاروں میں سے مجھے کسی ایک کو توڑ کر الگ کرنا تھا۔ سب سے پہلے میں نے ہری تار کو پکڑا تو ڈاکٹر عباس نے نفی میں اپنا سر ہلایا اس کے بعد میں نے سیاہ والی تار کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو اس پر بھی ڈاکٹر صاحب نے نفی میں اپنا سر ہلایا۔ جب ڈاکٹر عباس اور میرا کچھ لمحوں کے لئے جینا مرنا ساتھ تھا تو پھر میں ان کے مشورے قبول کیوں ناں کرتا۔ وقت ہم دونوں کے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل رہا تھا اور اب مجھے کچھ کرنے کے لئے دو سیکنڈ باقی تھے ۔۔۔ گھڑی کی ٹِک ٹک نے ہم دونوں کی سماعتوں کو بری طرح سے مجروح کر دیا تھا۔ مسٹری میں ہر پل اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

میں نے اللہ کا نام لیا اور آنکھ بند کر کے میں نے لال تار پکڑ کر ایک جھٹکے سے نکال دی۔ ان چند لمحوں میں کیا سے کیا ہو جاتا، یا تو ہمارے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے اور ہمیں اس دنیا میں مرنے کے بعد دفن ہونے کے لئے دو گز زمین بھی نصیب نہ ہوتی۔ پھر تار توڑتے ہی کیا ہوا؟؟؟ اس کا جواب مجھے فوری ہی مل گیا مگر لگتا تھا کہ قدرت ہم دونوں پر مہربان تھی اس لئے جو ہوا وہ اس کے برعکس ہوا۔ میری آنکھیں اب بھی بند تھیں کہ ڈاکٹر عباس کی پروقار اور بارعب آواز نے مجھے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔ ہم خدا کے فضل سے نہ صرف محفوظ تھے بلکہ سانسیں لے رہے تھے۔

مبارک ہو بیٹا ہم دونوں محفوظ ہیں۔ زندگی دینے والا میرا رب ہے جو نہایت ہی مہربان ہے وہ تمام دروازے بند کرنے کے باوجود بھی ایک دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ بے شک اس نے تمہیں وسیلہ بنا کر میری جان بچائی ہے میں اس پر سب سے پہلے اپنے رب کا اور اس کے بعد تمہارا مشکور ہوں

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

جوان۔ جیتے رہو۔ خدا تمہیں زندگی کے ہر میدان میں کامیاب کرے۔۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو میں بھی ایک گہرا سانس لے کر مسکرانے لگا۔

"جی ہاں جناب۔۔۔ آپ کو بھی مبارک ہو، یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب پاکستان کا مستقبل محفوظ ہے۔ آپ جیسے سائنسدان بلاشبہ پاکستان کے لئے کسی تحفے سے کم نہیں۔۔۔" اس سے قبل کے ہمارے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی ایک مردانہ آواز نے ہم دونوں کی اپنی جناب متوجہ کر لیا۔

"پاکستان کا مستقبل اس وقت محفوظ ہوتا جب میں تم دونوں کے درمیان نہ ہوتا۔۔۔ خبردار وقار کوئی حرکت نہ کرنا اور خاموشی سے جہاں ہو وہیں کھڑے ہو جائو۔۔۔ تمہیں میں نے موقعہ دے کر بہت بڑی غلطی کی تم اپنی قسمت کے دھنی ہو اور اپنے باقی ساتھیوں کی نسبت بہت تیز ہو۔۔۔۔ مگر اب تمہارا یہ کھیل ختم ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔ اور ڈاکٹر عباس کو تو مرنا ہی ہو گا اب یا تو یہ رہیں گے یا میں رہوں گا دوسرا اور کوئی راستہ نہیں ۔۔۔" جس دروازے سے نکل کر میں ہال تک پہنچا تھا اب وہاں سے اب ڈیوڈ اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور بھی چمک رہا تھا اس کی آنکھوں کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے لازمی کر گزرے گا۔ اس کو آتا دیکھ کر میں ڈاکٹر عباس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔

"ڈیوڈ تم بھول رہے ہو کہ تمہارے اور ڈاکٹر عباس کے درمیان میں بھی موجود ہوں ان تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلے تمہیں میری لاش کے اوپر سے گزر کر جانا ہو گا اور تم یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میرے جیتے جی تم ڈاکٹر عباس کو ٹچ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔" میں بھی اس کے دبائو میں آئے بغیر سینہ تانے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آنے لگا۔ اس کے ریوالور کا رخ یقیناً میری طرف تھا اور ہم دونوں کے درمیان زمین پر ایک خالی منرل واٹر کی بوتل پڑی ہوئی جس پر میری نظر پڑتے ہی میری آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ مجھے اس کا دھیان بٹانے کے لئے اس کے قریب سے قریب تر ہونا تھا۔

"خبردار اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو۔۔۔ میری گولی اندھی ہے، یہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے کون سا انسان ہے اس لئے تم جہاں کھڑے ہو وہیں کھڑے رہو ورنہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہوتے دیر نہیں لگے گی۔۔۔" اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا وہ واقعی جو کہہ رہا تھا وہ یقیناً کر گزرتا اور پھر ایسا ہی ہوا اس کی گرفت ریوالور کے ٹریگر پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ قریب تھا کہ وہ فائر کر دیتا اور میرے زندہ رہنے کا چانس بالکل ختم ہو جاتا مگر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں میں نے منرل واٹر کی خالی بوتی پر ایک خاص انداز سے رکھ کر پیر مارا تو وہ اچھل کر فضا میں اڑی تو میں نے ایک لمحہ توقف کے بعد اپنی لات گھما کر بوتل پر رسید کی۔ تو دوسری جانب اس نے بھی ٹریگر دبا دیا۔

گولی نکلی مگر اس سے قبل منرل واٹر کی بوتل اڑتی ہوئی ٹھیک اس کے ریوالور والے ہاتھ پر لگی اور فائر ہو گیا مگر گولی سیدھا چھت پر جا لگی اور ڈیوڈ کا دھیان ایک پل کے لئے ہٹا بس وہی پل اس کے لئے بھاری ثابت ہوا۔ میں فضا میں اچھلا اور عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس کی جناب بڑھا اور پھر

http://paksociety.com

میں فضا میں ہی لٹو کی طرح تین دفعہ گھوم کر اس کی کنپٹی پر بھرپور انداز میں لات گھمائی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گر گیا۔ اس کے گرتے ہی میں زمین پر آیا ہی تھا کہ ڈیوڈ نے لیٹے ہی لیٹے اپنی ٹانگ چلائی اور میری پنڈلیوں پر بھرپور انداز میں وار کیا تو میں اپنا توازن کھو کر گرا تو وہ میرے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے اپنے بوٹ کی ٹو سے میرے پیٹ میں تین چار انتہائی خطرناک ٹھوکریں لگائیں اور پھر میں نے اپنے دانت پیستے ہوئے اس کی لات کو پکڑ کر اسے پوری شدت جھٹکا دیا اور اس کی ٹانگ کو موڑ کر میں نے ایک بار پھر سے بھرپور جھٹکا دیا تو اس کی چیخیں اندر ہی کہیں گھٹ کر رہ گئیں۔ وہ بری طرح سے کراہنے لگا۔ اس دوران اس کا بیلنس بگڑا اور وہ زمین پر گر گیا۔

اسے زمین پر گرا کر میں اس کے اوپر آیا اور اسے دو تین گھونسے پوری شدت سے اس کی ناک پر لگائے تو اس کی ناک پچک گئی اور اس میں سے خون رسنے لگا۔ اس نے تڑپ کر کروٹ لی اور مجھے لیتا ہوا خود اوپر آ گیا۔ اب میں نیچے تھا اور وہ میرے اوپر اس سے قبل کے وہ مجھ پر کوئی مزید وار کرتا میں نے اس کے سر کو مضبوطی سے تھاما اور اپنے سر کی شدید ٹکریں اس کے ماتھے پر رسید کیں اور پھر کروٹ بدل کر میں ایک بار پھر اس کے اوپر آ گیا۔

حیرت انگیز طور پر اس کا سانس بری طرح سے پھولا ہوا تھا مگر اس کے باوجود بھی وہ لڑنے کے لئے اسی طرح سے چاق و چوبند تھا۔ میرے اوپر آتے ہی اس بار اس نے میری گردن میں اپنا بازو پھنسا کر ایک جھٹکے سے میری گردن توڑنا چاہی کہ ایک شدید جھٹکے کے ساتھ اپنے آپ کو چھڑایا ہی تھا کہ وہ زخمی جانور کی طرح ایک بار پھر سے تڑپ کر کروٹ لیتا ہوا اوپر آیا اور مجھ پر اپنے گھونسوں سے نہلانے لگا۔ اس سے قبل کے ہماری لڑائی مزید آگے بڑھتی۔ ایک گرجدار آواز نے ہم دونوں کو اپنی جانب متوجہ کر دیا۔

"خبردار تم دونوں ایک سائیڈ پر ہو جاؤ ورنہ اس ریوالور سے نکلنے والی گولی بھی کسی ڈیوڈ کا لحاظ نہیں کرے گی۔۔۔" ہم ایک دوسرے سے الگ ہو کر کھڑے ہوئے تو اگلا منظر دیکھ کر میرے منہ سے بے اختیار سیٹی نکل گئی۔ ڈاکٹر عباس اپنی بندشوں سے آزاد ہو چکے تھے اور اب ریوالور ان کے ہاتھ میں تھے۔ جوں ہی ڈیوڈ مجھ سے الگ ہوا انہوں نے دو تین فائر اس کی طرف ریوالور کا رخ کر کے کر دیئے۔ مگر اگلا لمحہ گزشتہ لمحے سے کچھ زیادہ ہی حیران کن تھا۔ کیوں کہ ریوالور سے گولیاں نکلنے کے بجائے خالی ٹھک ٹھک کی آواز آ رہی تھی۔ گویا ریوالور کا چیمبر خالی تھی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ڈاکٹر عباس کا منہ حیرت سے کھل گیا اور دوسرے منظر میں ڈیوڈ کا ایک انتہائی بھیانک قہقہہ بلند ہوا اور اس نے اپنی بند مٹھی کھولی تو اس میں سے چار گولیاں نکل کر فرش پر گر گئیں۔۔۔۔

ڈیوڈ کا ایک بار پھر سے بھرپور قہقہہ بلند ہوا اور پھر چشم زدن میں منظر بدلا اور شاں کی آواز کے ساتھ ایک گولی ڈیوڈ کے ماتھے میں سوراخ کر گئی۔ اس کی آنکھیں جو قہقہہ لگانے کی وجہ سے چند لمحے کے لئے بند ہو گئیں تھیں اچانک حیرت سے کھل گئیں اور اس کا قہقہہ ادھورا رہ

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گیا۔ چند لمحوں میں حیرت سے اس کا منہ بھی کھل گیا اور پھر وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ ریوالور سے چار گولیاں ڈیوڈ نے پہلے ہی نکال لی تھیں جبکہ ایک گولی منرل واٹر کی بوتل لگتے ہی ضائع ہو گی تھی اور آخری گولی اب ڈیوڈ کی زندگی کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر گئی تھی۔ یہ آخری گولی ہی تھی جو واقعی اندھی ثابت ہوئی تھی اور ٹھیک نشانے پر لگی تھی۔

ڈیوڈ کی آنکھیں اسی طرح سے کھلی ہوئی تھیں اور اس کے ماتھے سے خون ٹپک رہا تھا پھر کچھ ہی دیر میں وہ آنکھیں بھی بے نور ہوتی چلی گئیں۔ پوری دنیا کے لئے ناقابلِ تسخیر سمجھا جانے والا ایجنٹ، پوری دنیا میں جس کی فائٹ کے چرچے بہت مشہور تھے آج وہ اُس شخص کے ہاتھوں اپنی زندگی کی بازی ہمیشہ کے لئے ہار گیا تھا جس کا پیشہ گولی چلانا نہیں بلکہ مختلف کیمیائی گولیوں کو ملا کر اس کی مدد سے کیمیائی عمل کے ذریعے ایٹم بم بنانا تھا۔

در حقیقت وہی پاکستان کے اصل محسن تھے جن کے جذبے اور جرات کی داستان کو ہر پاکستانی سن کر انہیں بے اختیار سلیوٹ کرنے پر مجبور ہو جائے وہ محسن اور کوئی نہیں بلکہ ہمارے قومی سائنسدان ڈاکٹر عباس تھے۔

ڈائمنڈ گروپ کا ہونہار ڈائمنڈ آج ڈاکٹر عباس کی ریوالور سے نکلنے والی آخری گولی کا شکار ہو کر اپنے ابدی سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔ اس کی موت پر اس کی روح بھی حیران ہو گی کہ اس کا یہ انجام کیسے ہو گیا ہو گیا جبکہ وہ ہر بازی جیتنے کے باوجود بھی ہار گیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com